© rasailojaraid.com

شذرات

دنیا بھر کی مسلمان قوموں کو ان دو صدیوں میں کم و بیش ایک ہی سے ادوار میں سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ بے شک اس میں بعض دوسروں سے کچھ آگے ہیں اور بعض پیچھے رہ گئی ہیں لیکن ہیں وہ سب ایک ہی راستے پر گامزن۔ صلیبی جنگوں اور ان کے بعد تاتاریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کے مراکز کی تباہی کے بعد ذہنی اضمحلال اور اس کے نتیجے میں فکر و عمل کے تعطل کی رَو جو پہلے سے چلی آ رہی تھی اور طاقت پکڑ گئی اور اُنیسویں صدی کے دوران وہ اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گئی۔ اسی زمانے میں یورپ غفلت کی لمبی نیند سے جاگا اور بہت جلد ترقی کر کے وہ کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔ اس ترقی نے آگے چل کر استعماری توسیع پسندی کی صورت اختیار کی اور آہستہ آہستہ یورپ تمام عالمِ اسلام پر چھا گیا۔

مسلمان ملکوں میں بیداری کے پہلے آثار یورپ کے اسی غلبے کے خلاف ردّ عمل کا نتیجہ تھے۔ اس مرحلے میں مسلمانوں کے مختصر سے حکمران طبقے نے یورپ سے اس کے فنونِ جنگ اور نظم و نسق کے طریقوں کو مستعار لے کر اُن کی مدد سے مسلم معاشرے میں تبدیلیاں کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ یہ طبقہ تو تجدد کی اس راہ پر چل پڑا اور اس کے برعکس عوام اور متوسط طبقوں میں قدامت پرستی کا میلان اُبھر آیا۔ دوسرے مرحلے میں تجدد کا دائرہ وسیع ہو گیا اور مسلمان ملکوں میں فوجی اور سول افسروں، سرکاری اہلکاروں اور تاجروں و صنعت کاروں کے طبقے کافی بڑی تعداد میں اُوپر آ گئے۔ اس مرحلے میں مسلم معاشرہ قریب قریب دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور دونوں حصے اپنے اپنے دائرہ رسوخ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے لگے۔

جب کوئی معاشرہ اس مرحلے میں داخل ہوتا ہے تو اس کے لیے لازمی ہو جاتا ہے کہ اگر وہ افتراق اور تشتت کا شکار نہیں ہونا چاہتا تو وہ تجدد اور قدامت میں امتزاج و توافق کی راہ نکالے۔ کئی ایک مسلمان ملک بشمولِ پاکستان آج اسی مرحلے میں سے گزر رہے ہیں۔ اب واقعہ یہ ہے کہ تجدد اور قدامت کے درمیان اختلاف کی خلیج کو وسیع تر کرنے کی سب سے بڑی ذمہ داری ہمارے ہاں جو جدید اور قدیم نظام ہائے تعلیم رائج ہیں، اُن پر عائد ہوتی ہے۔ اگرچہ گزشتہ ایک صدی سے ان دونوں کو باہم قریب لانے کی مسلسل کوششیں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

© rasailojaraid.com